

اپنی کتاب خاص میں اس فقرے کی عظمت اور اس کے معنی کی بلندی پر روشنی ڈالی ہے۔

--☆☆--

## (۲۲) خطبه

معلوم ہونا چاہیے کہ شیطان نے اپنے گروہ کو بھڑکانا شروع کر دیا اور اپنی فوجیں فراہم کر لی ہیں تاکہ ظلم اپنی انہا کی حد تک اور باطل اپنے مقام پر پٹ آئے۔ خدا کی قسم! انہوں نے مجھ پر کوئی سچا الزام نہیں لگایا اور نہ انہوں نے میرے اور اپنے درمیان انصاف بر تا۔ وہ مجھ سے اس حق کا مطالبة کرتے ہیں جسے خود ہی انہوں نے چھوڑ دیا اور اس خون کا عوض چاہتے ہیں جسے انہوں نے خود بھایا ہے۔ اب اگر اس میں میں ان کا شریک تھا تو پھر اس میں ان کا بھی توحصہ نہ کتا ہے اور اگر وہی اسکے مرتب ہوئے ہیں، میں نہیں تو پھر اسکی سزا بھی صرف انہی کو بھگتنا چاہیے۔ جو سب سے بڑی دلیل وہ میرے خلاف پیش کریں گے وہ انہی کے خلاف پڑے گی۔ وہ اس ماں کا دودھ پینا چاہتے ہیں جسکا دودھ منقطع ہو چکا ہے اور مری ہوئی بدعت کو پھر سے زندہ کرنا چاہتے ہیں۔

اُف کتنا نامرادیہ (جنگ کیلئے) پکارنے والا ہے۔ یہ ہے کون جو لکارنے والا ہے اور کس مقصد کیلئے اس کی بات کو سنا جا رہا ہے اور میں تو اس سے خوش ہوں کہ ان پر اللہ کی جنت تمام ہو چکی ہے اور ہر چیز اس کے علم میں ہے۔ اگر ان لوگوں نے اطاعت سے انکار کیا تو میں تلوار کی باڑاں کے سامنے رکھ دوں گا جو باطل سے شفاد دینے اور حق کی نصرت کیلئے کافی ہے۔ حیرت ہے کہ وہ مجھے یہ پیغام بھیجتے ہیں کہ میں نیزہ زنی کیلئے میدان میں اتر آؤں اور تلواروں کی جنگ کیلئے جمنے پر تیار رہوں۔ رونے والیاں ان کے غم میں روکیں! میں تو ہمیشہ ایسا رہا کہ جنگ سے مجھے دھمکا یا نہیں جاسکا اور شمشیر زنی سے خوفزدہ نہیں کیا جاسکا

نُظْفَتَهَا مِنْ حِكْمَةٍ، وَ قَدْ تَبَهَّنَا فِي كِتَابِ  
الْحَصَائِصِ عَلَى عَظِيمٍ قَدْرِهَا وَ شَرَفِ جَوْهِرِهَا.

-----☆☆-----

## (۲۲) وَمِنْ خُذْلَةٍ لَّهُ عَلَيْهِ الْمَلَامُ

آلا وَ إِنَّ الشَّيْطَنَ قَدْ ذَمَرَ حِزْبَهُ، وَ  
اسْتَجْلَبَ جَلْبَهُ، لِيَعُودَ الْجَوْزَ إِلَى أَوْطَانِهِ،  
وَ يَرْجِعَ الْبَاطِلَ إِلَى نِصَابِهِ، وَاللهُ مَا  
أَنْكَرُوا عَلَى مُنْكَرِهَا، وَ لَا جَعَلُوا بَيْنِي وَ  
بَيْنَهُمْ نَصِيفًا。 وَ إِنَّهُمْ لَيَطْلُبُونَ حَقًّا هُمْ  
تَرْكُوهُ، وَ دَمًا هُمْ سَفَكُوهُ، فَلَئِنْ كُنْتُ  
شَرِيكُهُمْ فِيهِ فَإِنَّ لَهُمْ لَنْصِيبَهُمْ مِنْهُ، وَ  
لَئِنْ كَانُوا وَلُوهُ دُونِي، فَهَا التَّبِيعَ إِلَّا  
عِنْدَهُمْ، وَ إِنَّ أَعْظَمَ حُجَّتِهِمْ لَعَلَى  
أَنْفُسِهِمْ، يَرْتَضِعُونَ أُمَّا قَدْ فَطَمَثُ، وَ  
يُخْيُونَ بِدُعَةً قَدْ أُمِيتَتُ.

يَا خَيْبَةَ الدَّاعِي! مَنْ دَعَا  
وَ إِلَامَ أَجْيَبَ! وَ إِنِّي لَرَايِنِ بِحُجَّةِ  
اللهِ عَلَيْهِمْ وَ عَلِيهِ فِيهِمْ。 فَإِنْ أَبْوَا  
أَعْطَيْتُهُمْ حَدَّ السَّيْفِ، وَ كَفَى بِهِ  
شَافِيَاً مِنَ الْبَاطِلِ، وَ نَاصِرًا لِلْحَقِّ  
وَ مَنْ الْعَجِبُ بَعْثُهُمْ إِلَى أَنْ  
أَبْرُزَ لِإِطْعَانِ! وَ أَنْ أَصْبِرَ لِلْجَلَادِ!  
هَبْلَتُهُمُ الْهَبُولُ، لَقَدْ كُنْتُ وَ مَا أَهَدْدُ  
بِالْحَرْبِ، وَ لَا أَرْهَبُ بِالضَّرِبِ،

وَ إِنْ لَعْلَى يَقِيْنٍ مِنْ رَبِّيْ، اُور میں اپنے پروردگار کی طرف سے یقین کے درج پر فائز ہوں اور اپنے دین کی حقانیت میں مجھے کوئی شک نہیں ہے۔ ط

--☆☆--

-----☆☆-----

ط۔ جب امیر المؤمنین علیہ السلام پر قتل عثمان کی تہمت لاہی گئی تو اس غلط الزام کی تردید میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں الازم رکھنے والوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ: یہ انتقام کی رٹ لگانے والے یہ تو کہہ نہیں سکتے کہ تنہا میں ہی قاتل ہوں اور اس میں اور کوئی شریک نہ تھا اور نہ یہ کہہ کر سامنے کے واقعات کو جھپٹلا سکتے ہیں کہ وہ خود اس سے بے تعقیب تھے تو پھر اس انتقام کیلئے مجھے ہی کیوں آگے دھر لیا ہے۔ میرے ساتھ اپنے کو بھی شریک کریں اور اگر میں اس سے بری الذمہ ہوں تو وہ تو خود اپنی براءت ثابت نہیں کر سکتے، لہذا اس پاڈاش سے اپنے کو کیوں الگ کرتے ہیں۔ حقیقت امر یہ ہے کہ مجھے مورد الازم ٹھہر انے سے ان کا مقصد یہ ہے کہ میں ان سے وہی روشن اختیار کروں جس کے یہ عادی رہ چکے ہیں، لیکن ان کو مجھ سے یہ موقع نہ رکھنا چاہیے کہ میں سابقہ دور کی بدعتوں کو پھر سے زندہ کروں۔ رہا جنگ کا سوال تو میں نہ اس سے کبھی ڈرا ہوں اور نہاب غائب ہوں۔ میری نیت کو اللہ جانتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ یہ انتقام کا سہارا لے کر کھڑے ہونے والے ہی ان کے خون سے ہاتھ رنگنے والے ہیں۔

چنانچہ تاریخ اس سے ہمنوا ہے کہ جن لوگوں نے اشتعال دلا کر ان کی موت کا سر و سامان کیا تھا اور جنازہ پر پھر برسا کر مسلمانوں کے بریتان میں دفن ہونے تک سے منع ہوتے تھے وہ وہی لوگ تھے جو ان کے خون کا بدل لینے کیلئے اٹھھڑے ہوتے تھے۔ اس سلسلہ میں طلحہ ابن عبید اللہ، زیر ابن عوام اور ام المؤمنین عائشہ کا نام سر فہرست نظر آتا ہے اور دونوں موقوفوں پر ان کی کوششیں نمایاں ہو کر سامنے آتی ہیں۔

چنانچہ ابن ابی الحمید لکھتے ہیں:

رَوَى النَّاسُ الَّذِينَ صَنَفُوا فِي وَاقِعَةِ الدَّارِ أَبَطْلُحَةَ كَارَ يَوْمَ قُتْلِ عُثْمَانَ مُفْنِعًا

بِشُوُبٍ قَدِ اسْتَنْجَرَ بِهِ عَنْ أَعْيُنِ النَّاسِ يَرْبُّهُ الدَّارِ بِالسِّيَاهِ.

جن لوگوں نے قتل عثمان کے سلسلے میں واقعات تحریر کئے ہیں، وہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے قتل کے دن طلحہ کی یہ حالت

تحمی کہ وہ لوگوں کی نظروں سے پختہ کیلئے پھر سے پر نقاپ ڈالے ہوئے حضرت عثمان کے گھر پر تیربارانی کر رہے تھے۔

اور اس سلسلہ میں زبر کے خیالات کے متعلق تحریر کرتے ہیں کہ:

وَ رَوَوا أَيْضًا أَبَطْلُحَةَ كَارَ يَقُولُ: افْتُلُوْهُ فَقَدْ بَدَلَ دِيَنَكُمْ، فَقَالُوا: إِنَّ ابْنَكَ

يُحَامِي عَنْهُ بِالْبَابِ؟ فَقَالَ: مَا أَكْرَهُ أَبَطْلُحَةَ كَارَ يُقْتَلَ عُثْمَانُ وَ لَوْ بَدَئَ بِإِبْرَيْ، إِنَّ

عُثْمَانَ لِجِيْفَةَ عَلَى الصِّرَاطِ غَدَّاً.

مزوزین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ زیر یہ کہتے تھے کہ: عثمان کو قتل کر دو، اس نے تمہارا دین ہی بدل ڈالا ہے۔ لوگوں

نے کہا کہ آپ کا بیٹا تو ان کے دروازے پر کھڑا ہوا ان کی حفاظت کر رہا ہے؟ آپ نے کہا کہ: خواہ میر ابینا ہی پہلے کام آجائے، مگر عثمان قتل کر دیا جائے، یہ تو کل پل صراط پر مردار کی صورت میں پڑا ہو گا۔ (شرح ابن القید، ج ۲، ص ۲۰۲)

اور ائمۃ المؤمنین کے متعلق ابن عبد الرہمن لکھتے ہیں کہ:

دَخَلَ الْمُخْيِرُهُ بْنُ شُعْبَةَ عَلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ! لَوْ رَأَيْتَنِي يَوْمَ الْجَمْلِ  
قَدْ نَفَدَتِ النِّصَالُ هَوْدِجِي حَتَّى وَصَلَ بَعْصُهَا إِلَى جَلْدِي! قَالَ لَهَا الْمُخْيِرُهُ: وَدَدَتُ وَاللَّهُ!  
أَرَى بَعْصَهَا كَارِبَ قَتَلَكَ! قَالَتْ يَرْحَمُكَ اللَّهُ! وَلَمْ تَقُولْ هَذَا؟ قَالَ: لَعَلَّهَا تَكُونُ  
كَفَّارَةً فِي سَعِيلِ عَلَى عُشْمَانَ.

مغیرہ ایں شعبہ حضرت عائشہ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا: اے ابو عبد اللہ! کاش تم جمل کے موقعہ پر میری حالت دیکھتے کہ کس طرح تیر میرے ہودج کو چیرتے ہوئے بکل رہے تھے، یہاں تک کہ کچھ تو میرے جسم سے بکرا جاتے تھے۔ مغیرہ نے کہا کہ: غدا کی قسم! میں تو یہ چاہتا تھا کہ ان میں سے ایک آدھ تیر آپ کا غافتمہ کر دیتا۔ آپ نے کہا کہ: خدا تمہارا بھلا کرے یہ کیسی بات کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا کہ: یہ اس لئے کہ حضرت عثمان کے خلاف جو آپ نے گگ و دو کتھی اس کا کچھ تو کفارہ ہو جاتا۔ (عقاafriid، ج ۳، ص ۸۷)

